نوحہ

342

شامیوں شرم کرو ذرا کوفیو شرم کرو ذرا
کیوں آج سجا دربارِ ستم بازارِ جفا

کنبہ میرا مارا گیا
بتلاؤ تو کیا جرم تھا
کیوں چھین لی سر سے رِدا
قرآن نیزے پر رکھا

یہ طوق اور یہ بیڑیاں
یہ ہتھکڑی اور میں کہاں
نوحہ کناں شہزادیاں
ہاتھوں میں سب کے ریسماں

ہنستے ہوئے نہ آؤ تم
بچوں کو نہ رُلواؤ تم
پتھر تو نہ برساؤ تم
زہراؑ کو نہ تڑپاؤ تم

سادات ہیں دُکھ پائے ہیں
ہم پر غموں کے سائے ہیں
کانٹوں پہ چل کر آئے ہیں
پیاسے ہیں درّے کھائے ہیں

342

صدیوں کے جو تھے فاصلے
لمحوں میں طے ہم نے کئے
کتنے ہی بچے مر گئے
ناقوں سے جو کچلے گئے

منظر وہ آتا ہے نظر
زینبؑ کرے پیدل سفر
رُکتا نہیں غازیؑ کا سر
نیزے پہ بس یہ سوچ کر

یہ دیکھ کر غش آگیا
شیریں کے گھر جانا پڑا
بازو بندھے اور بے رِدا
یوں بھی کیا وعدہ وفا

نالے سکینہؑ کے سنے
پھر بھی ستم کرتے رہے
مانگا کنیزی میں اُسے
جس کو فلک سجدہ کرے

چھایا ستم کا ابر ہے
جاری تمہارا جبر ہے
زندہ ہمارا صبر ہے
زندان ہے یا قبر ہے

ریحانؔ اور رضوان کیا
جس نے بھی دیکھا رو دیا
نوحہ پڑھا ماتم کیا
حد ہے خدا نے بھی کہا